واعظ الجمعہ
فرائض وواجبات میں کوتاہی
اور
رسم ورواج پر اصرار
پیشکش
ادارہ اہل سنت کراچی
مدیر
ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی
معاونین
مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری
مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی
www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

فرائض وواجبات میں کوتاہی اور رسم ورَواج پر اِصرار

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

فرائض وواجبات میں کوتاہی اور رسم ورَواج پر اِصرار

الحمد لله ربِّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحْبهِ أجمعين، ومَن تبِعهم بِإحسانٍ إلى يومِ الدِّين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ منَ الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ اللهِ الرّحمٰنِ الرّحِيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين.

رسم کا لغوی معنی

برادرانِ اسلام! رسم کا لغوی معنی ہے: عادت، طور وطریق [۱]۔

رسوم ورَواج کا شرعی حکم

حضراتِ گرامی قدر! کسی غیر شرعی کام کو دین کا حصّہ سمجھ کر، ثواب کی نیت سے کرنا بدعتِ سیّئہ ہے، جو کہ ناجائز، حرام اور گناہ کا کام ہے، حدیثِ پاک میں فرمایا: «شَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُها، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ،

---

(۱) "فرہنگِ آصفیہ" جزء۲، ص۳۵۸۔

وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ»[1] "بدترین کام بدعاتِ سیّئہ ہیں، اور ہر (خلافِ شریعت) نیا کام بدعت (سیّئہ) ہے، اور ہر بدعت (سیّئہ) گمراہی ہے، اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے"۔

اگر دین کا حصّہ سمجھے بغیر، بلا نیّتِ ثواب کوئی ایسا مروّجہ کام، ضروری سمجھ کر کیا، جو کسی بھی طور پر اسلامی تعلیمات سے متصادم نہیں، تو اُسے رسم ورواج کہتے ہیں، یہ جائز ومباح ہے، اور اس میں شرعًا کوئی حرج نہیں ہے۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علّامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالی علیہ رسم ورَواج کا حکمِ شرعی بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ "رسوم کی بِنا عرف پر ہے، یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعًا واجب یا سنّت، یا مستحب ہیں، لہٰذا جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو، اُس وقت تک اُسے حرام وناجائز نہیں کہہ سکتے، کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کرسکتا ہے، کہ کسی فعلِ حرام میں مبتلا نہ ہو"[2]۔

رسم ورواج پر بے جا اصرار

عزیزانِ محترم! ہر فرد کی انفرادی واجتماعی زندگی میں رسم ورواج کی بڑی اہمیت ہے، جس سے ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا، کوئی بھی زمانہ اور معاشرہ رسم ورواج کے اثرات سے خالی نہیں رہا، رسم ورواج سماجی زندگی کی علامت، اور معاشرے کے

---

(١) "سنن النسائي" كتاب صلاة العيدين، ر: ١٥٧٤، الجزء٣، صـ١٨٦.

(٢) "بہارِ شریعت" شادی کے رسوم، حصّہ ۷، ۲/۱۰۴۔

اجتماعی پہلوؤں کی عکاسی کرتے ہیں، ان رسم ورواج کا معاشرے پر اچھا یا بُرا اثر بھی پڑتا ہے، اچھی اور جائز رسومات جہاں پیار محبت، امن وسکون اور اتحاد واتفاق میں اضافے کا سبب بنتی ہیں، وہیں فضول اور غیر شرعی رسم ورواج عاقبت کی خرابی کے ساتھ ساتھ، معاشرے کے چہرے پر بدنما داغ اور رسوائی کا باعث بھی بنتے ہیں۔

ایسے رسم ورواج وہ ناسور ہیں، جن کا زہر ہم میں سرایت کر چکا ہے، کہ ہم بلا سوچے سمجھے، ان غیر شرعی اور فضول رسم ورواج کی برسوں سے اندھی تقلید کرتے چلے آرہے ہیں، ان کی بے جا پابندی اور ادائیگی پر ہمارا اصرار وہٹ دھرمی دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے، جیسے انسان کا مقصدِ تخلیق عبادتِ الٰہی نہیں، بلکہ ان رسم ورواج کی پابندی ہے، خوشی ہو یا غمی، بدقسمتی سے فضول اور ناجائز رسم ورواج کی ادائیگی، ہماری اوّلین ترجیحات بن چکی ہیں۔

حضراتِ گرامی قدر! اسلام دینِ فطرت ہے، اس کی تمام تعلیمات سہل، آسان اور قابلِ عمل ہیں، ہمارا دین ہمیں ایسے کسی کام کا پابند نہیں کرتا، جس کی ادائیگی ہمارے لیے ناممکن، اور تکلیف کا باعث ہو۔ یہ دین ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جو ہماری حیات وممات، نکاح وطلاق، لین دین، اور دیگر حقوق سے متعلق ہر طرح کی رہنمائی فرماتا ہے، مگر افسوس کہ یہود، نصاریٰ اور ہنود کی پیروی میں ہم نے احکامِ شرعیہ اور فرائض وواجبات کو پسِ پشت ڈال کر، اپنی ثقافت اور تہذیب وتمدن کو اس قدر پامال کر دیا، کہ ان غیر شرعی رسم ورواج کے بوجھ تلے اب سانس لینا بھی مُحال (ناممکن) ہوتا جارہا ہے۔

فضول خرچی اور اسراف کی ممانعت

عزیزانِ من! شادی خوشی کے اظہار کا ایک بہترین موقع ہے، اور اسلام اس موقع پر خوشی منانے کی اجازت بھی دیتا ہے، لیکن خوشی منانے کے جو عمومی طریقے آج ہمارے مُعاشرے میں رائج ہو چکے ہیں، جن کی پاسداری دل وجان سے کی جاتی ہے، شریعتِ مطہرہ ان کی ہرگز اجازت نہیں دیتی۔

زمانۂ نبوی ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کے دور میں بھی، مروّجہ دھوم دھام اور ممنوعاتِ شرعیہ پر مشتمل رسومِ شادی کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اسلام فضول خرچی، اور بے جا نمود ونمائش سے منع فرماتا ہے، بلکہ سادگی کی تعلیم دیتا ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں خالقِ کائنات عزّوجلّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطٰمًاؕ وَ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌۙ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾[1] "جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش! اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا، اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا، اس بارش کی طرح ہے جس کا اگایا کسانوں کو بھایا، پھر جب اس کے سوکھنے کے بعد تم اُسے زرد دیکھتے ہو، پھر روندا ہوا (ریزہ ریزہ) ہو گیا۔ اور آخرت میں سخت

---

(۱) پ۲۷، الحدید: ۲۰.

عذاب بھی ہے، اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا بھی! اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال!"۔

اس حکمِ الٰہی عزّوجلّ کے برعکس آج ہم لوگ شادی کے نام پر صرف ڈھول ڈھمکّے، گانے باجے، آتش بازی اور مہندی کے فنکشن (Function) میں ہی لاکھوں روپے برباد کر ڈالتے ہیں، یاد رکھیے! یہ فضول خرچي اور اسراف ہے، اور اسراف حرام ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾[1] "بے جا نہ خرچو! یقیناً بے جا خرچنے والے اللہ کو پسند نہیں!"۔

قرآنِ مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے، ارشادِ الٰہی عزّوجلّ ہے: ﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾[2] "کبھی بھی فضول خرچي نہ کیا کرو! یقیناً فضول خرچ شیاطین کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے!"۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک حدیثِ پاک کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ "جس نکاح میں فریقین کا خرچ کم کرایا جائے، مہر بھی معمولی ہو، جہیز بھاری نہ ہو، کوئی جانب مقروض نہ ہوجائے، کسی طرف سے شرط سخت نہ ہو، اللہ

---

(۱) پ۸، الأنعام: ۱٤۱.

(۲) پ۱۵، الإسراء: ۲٦، ۲۷.

کے توکّل پر لڑکی دی جائے، وہ نکاح بڑا ہی بابرکت ہے، ایسی شادی (ہی درحقیقت) خانہ آبادی ہے، آج ہم حرام رسموں، بیہودہ رواجوں کی وجہ سے شادی کو خانہ بربادی بلکہ خانہائے (یعنی بہت سارے گھروں کے لیے باعث) بربادی بنا لیتے ہیں "[1]۔

ادائے رسوم ورواج کی غرض سے قرض لینا

میرے بھائیو! اکثر گھرانوں میں ان فضول رسومات کا بار اٹھانے کی سکت اور طاقت نہیں ہوتی، لیکن وہ اپنی ظاہری نمود ونمائش کو برقرار رکھنے، اور فقط لوگوں کی باتوں سے بچنے کے لیے، سودی قرض کے بوجھ تلے دبنے سے بھی گریز نہیں کرتے، حالانکہ بلا ضرورتِ شرعی کسی کے آگے اس طرح کے قرض کے لیے دستِ سوال پھیلانا حرام ہے، سیّدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "رُسومِ شادی کے لیے سوال حرام ہے؛ کہ نکاح شرع میں اِیجاب وقَبول کا نام ہے، جس کے لیے ایک پیسے کی بھی ضرورت شرعاً نہیں "[2]۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ علّامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ شادی کی رسومات کی غرض سے، قرض لینے والوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "بعض لوگ (رسوم کی) اِس قدر پابندی کرتے ہیں، کہ ناجائز فعل کرنا پڑے، تو پڑے، مگر

---

(۱) "مرآۃ المناجیح" نکاح کا بیان، تیسری فصل، ۵/۱۱۔

(۲) "فتاویٰ رضویہ" کتاب الحظر والاباحۃ، رسالہ "خیر الآمال فی حکم الکسب والسؤال" ۱۶/۵۶۴۔

(انہیں) رسم کا چھوڑنا گوارا نہیں، مثلاً لڑکی جوان ہے، اور رسوم ادا کرنے کو روپیہ نہیں، تو یہ نہ ہو گا کہ رسوم چھوڑ دیں اور نکاح کر دیں؛ کہ سبکدوش ہوں اور فتنہ کا دروازہ بند ہو۔ اب رسوم کے پورا کرنے کو بھیک مانگنے [کے لیے] طرح طرح کی فکریں کرتے، اس خیال میں کہ کہیں سے مل جائے تو شادی کریں، برسیں (سال) گزار دیتے ہیں، اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

بعض لوگ قرض لے کر رسوم کو انجام دیتے ہیں، یہ ظاہر کہ مفلس کو قرض دے کون ؟! پھر جب یوں قرض نہ ملا تو بنیوں (ہندو تاجروں) کے پاس گئے، اور سودی قرض کی نوبت آئی، سود لینا جس طرح حرام ہے، اسی طرح دینا بھی حرام ہے، حدیث میں دونوں پر لعنت آئی، اللہ و رسول کی لعنت کے مستحق ہوتے، اور شریعت کی مخالفت کرتے ہیں، مگر رسم چھوڑنا گوارا نہیں کرتے !۔

پھر اگر باپ دادا کی کمائی ہوئی کچھ جائداد ہے، تو اُسے سودی قرض میں مکفول کیا، ورنہ رہنے کا جھونپڑا ہی گروی رکھا، تھوڑے دنوں میں سود کا سیلاب سب کو بہا لے گیا۔ جائداد نیلام ہو گئی، مکان بنیے (ہندو تاجر) کے قبضہ میں گیا، دربدر مارے مارے پھرتے ہیں، نہ کھانے کا ٹھکانہ، نہ رہنے کی جگہ۔ اسکی مثالیں ہر جگہ بکثرت ملیں گی کہ ایسے ہی غیر ضروری مصارف کی وجہ سے مسلمانوں کی بیشتر جائدادیں سود کی نذر ہو گئیں، پھر قرضخواہ کے تقاضے اور اُسکے تشدّد آمیز لہجہ سے، رہی سہی عزّت پر

بھی پانی پڑ جاتا ہے۔ یہ ساری تباہی بربادی آنکھوں دیکھ رہے ہیں، مگر اب بھی عبرت نہیں ہوتی، اور مسلمان اپنی فضول خرچیوں سے باز نہیں آتے!"[1]۔

عزیزانِ محترم! آج اگر ہم ان فضول رسم ورواج کو ترک کرکے، دینِ اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائیں، تو ہمارے ان کمزور حال بھائی بہنوں کی شادیاں بھی، بھاری قرض کے بوجھ تلے دبے بغیر، وقتِ مناسب پر ہو سکتی ہیں!!۔

موسیقی ولہوولِعب کا شرعی حکم

میرے محترم بھائیو! شادی بِیاہ کی غیر شرعی رسم ورواج میں سے ایک ناچنا گانا بھی ہے، ناچ گانا لہو ولعب ہے، حرام ہے، خوشی ہو یا غمی، کسی بھی موقع پر دینِ اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا، سرکارِ دو عالم ﷺ نے گانے باجوں کی ممانعت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ ...المَعَازِفَ!!»[2] "میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہونگے، جو باجوں (میوزک) کو حلال کرلیں گے!!"۔

حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ناچ گانے کے بارے میں حکمِ شریعت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ "اکثر جاہلوں میں رواج ہے، کہ محلّے یا رشتے کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں، یہ حرام ہے؛ کہ

---

(۱) "بہارِ شریعت" شادی کے رسوم، حصّہ ۷، ۲/۱۰۴، ۱۰۵۔

(۲) "صحيح البخاري" كتَاب الأشربة، ر: ۵۵۹۰، صـ۹۹۲.

اوّلاً ڈھول بجانا ہی حرام پھر عورتوں کا گانا مزید براں، عورت کی آواز نامحرموں کو پہنچنا، اور وہ بھی گانے کی، اور وہ بھی عشق و ہجر ووصال کے اشعار یا گیت!۔ جو عورتیں اپنے گھروں میں چِلّاکر بات کرنا پسند نہیں کرتیں، گھر سے باہر آواز جانے کو معیوب جانتی ہیں ایسے موقعوں پر وہ بھی شریک ہو جاتی ہیں، گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب ہی نہیں! کتنی ہی دُور تک آواز جائے (گویا) کوئی حرج (ہی) نہیں! نیز ایسے گانے میں جوان جوان کنواری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں، ان کا ایسے اشعار پڑھنا یا سننا، کس حد تک ان کے دبے ہوئے جوش کو ابھارے گا؟ اور کیسے کیسے ولولے پیدا کرے گا؟! اور اَخلاق وعادات پر اِس کا کہاں تک اثر پڑے گا؟! یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو! (یا) ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہو!"[1] ع

دانش منداں را اشارہ کافی است

ولیمہ...ایک سنّت یا رسمی دعوت

عزیزانِ محترم! شادی بیاہ میں دیگر خرافات کی طرح ولیمے کا کھانا بھی سنّت کے بجائے، بطورِ تفاخر محض ایک رسمی دعوت بن کر رہ گیا ہے، جس میں رشتہ داروں، اور دوستوں کے علاوہ، بزنس کمیونٹی اور سیاسی اثر ورسوخ رکھنے والی سرکردہ شخصیات ہی کو بلایا جاتا ہے، اور عموماً غرباء وفقراء کو یکسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے، ایسی دعوت سے برا کوئی کھانا نہیں! حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: «شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ

---

(۱) "بہارِ شریعت" شادی کے رسوم، حصّہ ۷، ۲/۱۰۵۔

الوَلِيمَةِ، يُدْعَى لَهَا الأَغْنِيَاءُ، وَيُتْرَكُ الفُقَرَاءُ»[1] "بد ترین کھانا اُس ولیمے کا کھانا ہے، جس میں مال داروں کو بلایا جائے، اور غریبوں کو نظر انداز کر دیا جائے!"۔

حضراتِ گرامی قدر! ضرورت اس اَمر کی ہے، کہ ہم اپنی تقریبات بالخصوص دعوتِ ولیمہ میں، امیروں کے ساتھ ساتھ غریب ونادار پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو بھی ضرور ضرور دعوت دیا کریں، انہیں عزّت واحترام کے ساتھ اپنی محافل ومجالس کا حصّہ بنائیں؛ کیونکہ ہمارا ان پر شفقت ومہربانی کرنا، ہمارے لیے اللہ کی رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔

جہیز کا مطالبہ ایک لعنت ہے

عزیزانِ محترم! آج کل شادی بیاہ میں کیے جانے والے بے جا اخراجات، اور جہیز کے مطالبات نے اس پیاری سنّت کی ادائیگی کو بھی بہت مشکل بنا دیا ہے، لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کی صورت میں انواع واقسام کی اشیاء کا مطالبہ، کسی طور پر بھی درست نہیں، بلکہ ضروری سامان اور اسباب کا انتظام لڑکے کے ذمہ ہے، البتہ لڑکی والے بخوشی دلہن کو کچھ دیں، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، حضرت سیّدنا علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: «جَهَّزَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاطِمَةَ فِي خَمِيلٍ، وَقِرْبَةٍ،

---

(۱) "صحیح البخاري" كتَاب النكاح، ر: ۵۱۷۷، صـ۹۲۵.

وَوِسَادَةٍ حَشْوُهَا إِذْخِرٌ»[1] "رسول اللہ ﷺ نے خاتونِ جنّت حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے جہیز میں ایک چادر، ایک مشکیزہ، اور ایک ایسا تکیہ عنایت فرمایا، جس میں ایک خوشبودار سبز گھاس (اذخِر) بھری ہوئی تھی"۔

حضراتِ گرامی قدر! جس طرح لڑکے والوں کے لیے جہیز کا مطالبہ درست نہیں، اسی طرح لڑکی والوں کو بھی چاہیے کہ اپنی بچی کو جہیز دیتے وقت، برادری میں محض اپنی ناک اونچی رکھنے، یا نمود ونمائش کی غرض سے، بے جا اِخراجات کر کے، دیگر غریب گھرانوں کے لیے دشواریوں کا باعث نہ بنیں؛ کیونکہ آجکل غریب گھرانوں کی اکثر بچیاں، بڑے شادی ہالز (Marriage Halls) میں انواع واقسام کے کھانوں، اور کثیر سامان کا انتظام نہ ہونے کے باعث، اچھے رشتوں کے انتظار میں بیٹھی بیٹھی بڑھاپے کی دہلیز چھو رہی ہیں، جس کے نتیجے میں معاشرے میں زناکاری، فحاشی اور بے حیائی جیسی دیگر خرافات میں اضافہ ہو رہا ہے!!۔

مقابلے بازی کے طور پر کھانے کی تقسیم یا دعوت کرنا

حضراتِ ذی وقار! شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں انواع واقسام کے مشروبات، اور کھانے کا بھی بڑے پیمانے پر اہتمام کیا جاتا ہے، یہ سب رسماً نہیں ہوتا، بلکہ اعزاواقربا سے محبّت وعقیدت کا اظہار ہوتا ہے، یہ ایک نہایت ہی مستحسن ومبارک عمل ہے، چونکہ یہ خیر وبھلائی پر مبنی امر ہے، اس لیے اس میں شرعًا کوئی حرج یا اسراف

---

(١) "سنن النسائي" باب جهاز الرجل ابنته، ر: ٣٣٨١، الجزء٦، صـ١٣٥.

بھی نہیں ہے، لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ بعض لوگ منظّم طریقے سے کھانا تقسیم کرنے اور کھانے کے بجائے بہت سا کھانا یوں ہی برتنوں میں چھوڑ کر ضائع کر دیتے ہیں، اور پھر انہیں یوں ہی کوڑا میں ڈال دیا جاتا ہے، یہ سراسر گناہ اور رزق کی تذلیل ہے، حدیثِ پاک میں اس کی ممانعت ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبئ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر تشریف لائے، روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا، تو اُس سے گرد صاف کی اور کھا لیا، پھر ارشاد فرمایا: «يَا عَائِشَةُ! أَكْرِمِي كَرِيماً؛ فَإِنَّهَا مَا نَفَرَتْ عَنْ قَوْمٍ قَطُّ، فَعَادَتْ إِلَيْهِمْ»[1] "اے عائشہ! اچھی چیز کا احترام کرو؛ کہ یہ چیز (یعنی روٹی) جب کسی قوم سے رخصت ہوئی ہے، تو لَوٹ کر واپس نہیں آئی"۔

اسی طرح اگر کھانا کھلانے والے کی نیت تفاخر اور ریا کاری ہے، اور اس کا مطلوب رضائے الٰہی نہیں، یا پھر وہ کسی دوسرے مسلمان پر برتری جتلانے کے لیے لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے، تو ایسا کرنا چاہے محفلِ میلاد میں ہو یا کسی کی شادی بیاہ میں، ضرور ممنوع و مذموم ہے، حدیثِ پاک میں ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نَهَى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ أَنْ يُؤْكَلَ»[2] "نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقابلہ بازی کے طور پر، دو۲ کھانا کھلانے والوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے"۔

---

(١) "سنن ابن ماجه" كتاب الأطعمة، ر: ٣٣٥٣، صـ٥٧١، ٥٧٢.

(٢) "سنن أبي داود" باب في طعام المتبارِيَين، ر: ٣٧٥٤، صـ٥٣٦، ٥٣٧.

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ "جب دو ۲ شخص ایک دوسرے کے مقابلہ میں دعوت کریں، ہر ایک یہ چاہے کہ میرا کھانا دوسرے سے بڑھ جائے تاکہ میری عزّت ہو، دوسرے کی ذِلّت، تو ایسی دعوت قبول نہ کرے، مثلاً: شادی میں دُلہن و دُولہا والے مقابلہ میں دعوت کریں، تو کسی کی دعوت قبول نہ کرو، یا کسی برادری میں کسی کی شادی میں دعوت ہوئی، کچھ دن کے بعد دوسرے کے ہاں شادی ہوئی، اس نے بڑھ چڑھ کر کھانے پکائے، اس نیّت سے کہ پہلے کا نام نیچا ہوجائے اور میرا نام اونچا ہوجائے، تو یہ دعوتیں قبول نہ کرو۔ بُزرگانِ دین ایسی دعوتیں قبول نہ کرتے تھے، آج کل مسلمان اسی مقابلہ کی رُسوم میں تباہ ہوگئے، اور نام کسی کا بھی نہیں ہوتا"[1]۔

عقیقہ اور ختنہ سے متعلّق بعض رسم ورواج

حضراتِ گرامی قدر! "بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے، اُسے عقیقہ کہتے ہیں۔ علمائے حنفیّہ کے نزدیک یہ مباح ومستحب ہے، جب بچہ پیدا ہو تو مستحب یہ ہے، کہ اُس کے کان میں اذان واقامت کہی جائے، اذان کہنے سے -ان شاء اللہ تعالیٰ- بلائیں دور ہوجائیں گی، اور بہتر یہ ہے کہ دہنے کان میں چار ۴ بار اذان، اور بائیں کان میں تین ۳ بار اقامت کہی جائے۔ بہت لوگوں میں یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اذان کہی جاتی ہے، اور لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہتے۔ ایسا

---

(۱) "مرآۃ المناجیح" ولیمہ کا بیان، دوسری فصل، ۵/۸۸۔

نہیں کرنا چاہیے، بلکہ لڑکی پیدا ہو جب بھی اذان و اقامت کہی جائے، ساتویں دن اُس کا نام رکھا جائے، سر مونڈا جائے، اور سر مونڈنے کے وقت عقیقہ کیا جائے، اور بالوں کو وزن کر کے اُتنی چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے۔

ہندوستان میں عموماً بچہ پیدا ہونے پر چَھٹی کی جاتی ہے، بعض لوگوں میں اس موقع پر ناجائز رسمیں برتی جاتی ہیں، مثلاً عورتوں کا گانا بجانا۔ ایسی باتوں سے بچنا اور ان کو چھوڑنا ضروری و لازم ہے، بلکہ مسلمانوں کو وہ کرنا چاہیے جو حضورِ اقدس ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہے۔ عقیقہ سے بہت زائد رسم و رواج میں صَرف کر دیتے ہیں اور عقیقہ نہیں کرتے۔ عقیقہ کریں تو سنّت بھی ادا ہو جائے، اور مہمانوں کے کھلانے کے لیے گوشت بھی ہو جائے"[1]۔

شیخ الحدیث حضرت علّامہ عبد المصطفی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ عقیقہ کی بعض غیر شرعی رسم و رواج کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "عقیقہ بس اسی قدر سنّت ہے، کہ لڑکے کے عقیقہ میں دو ۲ بکرے، اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا ذبح کرنا، اور اس کا گوشت کچا یا پکا کر تقسیم کر دینا، اور بچے کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کر دینا، اور بچے کے سر میں زعفران لگا دینا۔ یہ سب کام تو ثواب کے ہیں، باقی اس کے علاوہ جو رسمیں ہوتی ہیں، کہ برادری کے لوگ جو کچھ (رقم) دیتے ہیں، وہ گھر والے کے ذمہ ایک قرض ہوتا ہے، کہ جب ان دینے والوں کے یہاں عقیقہ ہو گا، تو یہ لوگ

---

(۱) "بہارِ شریعت" عقیقہ کا بیان، حصّہ ۱۵، ۳/۳۵۵، ۳۵۶ ملتقطاً۔

اتنی ہی رقم ان کے دیں گے۔ اسی طرح عقیقہ میں لوگوں نے یہ رسم مقرّر کرلی ہے، کہ جس وقت بچے کے سر پر استرا رکھا جائے، فوراً اسی وقت بکرا بھی ذبح کیا جائے، یہ سب رسمیں بالکل ہی لغو (فضول) ہیں، شریعت میں فقط اتنی بات ہے، کہ نائی کو سر مونڈنے کی اجرت دے دی جائے، اور بکرا چاہے سر منڈنے سے پہلے ذبح کریں، چاہے بعد میں سب جائز و درست ہے۔ اسی طرح ختنہ میں بعض جگہ اس رسم کی بے حد پابندی کی جاتی ہے، کہ بچے کا لباس، بستر، چادر سب کچھ سرخ رنگ کا تیار کیا جاتا ہے، اور یہ لازم سمجھا جاتا ہے۔ یہ سب رسمیں من گھڑت خرافات ہیں، شریعت سے ان باتوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے"[1]۔

فرائض وواجبات کی ادائیگی میں کوتاہی

حضراتِ ذی وقار! فی زمانہ ایسی اَور بہت سی رسوم کا طوق ہم اپنی گردنوں میں سجائے گھوم رہے ہیں، جو شرعًا ناجائز وحرام ہیں، لیکن ظاہری نمود ونمائش، اور یہ سوچ کر کہ لوگ کیا کہیں گے؟! ہم ان رسم ورواج کو ترک کرنے کے لیے تیار نہیں، صد افسوس کہ ان غیرِ شرعی رسم ورواج کی ادائیگی میں ہم اس قدر آگے نکل گئے ہیں، کہ فرائض وواجبات کی ادائیگی میں کوتاہی سے بھی نہیں چوکتے! کسی یار دوست کی شادی آجائے تو مہندی کی تقریب کے لیے کئی کئی دنوں تک، اس کی تیاریاں کی جاتی ہیں، فقط ایک غیرِ شرعی رسم کی خاطر نادان لوگ ہزاروں روپے خرچ کرکے ناچ

---

(۱) "جنّتی زیور" چند بری رسمیں، صـ۱۵۲، ۱۵۳ ملتقطاً بتصرّف۔

گانے، اور آتش بازی کا اہتمام کرتے ہیں، ساری ساری رات اور دن بھر ڈھول ڈھمکّے اور بے ہودہ شور شرابے سے محلّے بھر کا جینا محال کر دیتے ہیں، اور بعض اس حد تک گزر جاتے ہیں کہ بیچلر پارٹی (Bachelor Party) کے نام پر شراب کی محفل سجانے سے بھی گریز نہیں کرتے، اور اس دوران جتنی بھی نمازیں قضا ہو جائیں، انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

اسی طرح بعض نوجوان ربیع الاوّل شریف کی آمد پر، گلی محلّوں کی لائٹنگ (Lighting) اور محافلِ میلاد کی تیاریوں میں اس قدر مصروف ہو جاتے ہیں، کہ انہیں اپنی نمازوں تک احساس نہیں رہتا، یہ طریقۂ کار بھی غلط غلط اور بالکل ناجائز ہے! اگر ہم واقعی میلاد والے آقا ﷺ کی رضا اور خوشی چاہتے ہیں، تو ہمیں ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے اپنے فرائض وواجبات میں پائی جانے والی کوتاہیوں کو دور کر کے، ان کی بر وقت ادائیگی کو یقینی بنانا ہو گا!!۔

میرے عزیز دوستو بھائیو اور بزرگو! نماز، روزہ، حج، زکات، یہ سب ارکانِ اسلام ہیں، اور ان کی ادائیگی ہم پر فرضِ عین ہے، ہماری دیگر نفلی عبادات بھی اسی وقت ہمارے کام آئیں گی، اور بارگاہِ الٰہی عزّوجلّ میں شرفِ قبولیت سے نوازی جائیں گی، جب ہمارے فرائض وواجبات میں کوئی کوتاہی نہ ہو، بصورتِ دیگر ایسی نفلی عبادت ہمیں کوئی نفع نہیں دے گی۔ لہٰذا حقیقی معنی میں ایک باعمل مسلمان بنیے، اپنے فرائض وواجبات کو بر وقت ادا کریں، اپنے ماں باپ کا ادب واحترام کریں، ناپ تول میں کمی نہ کریں، کسی کو دھوکا وفریب نہ دیں، کسی کا مال غصب نہ کریں، رزقِ حلال

کمائیں اور حرام سے بچیں۔ نبیٔ کریم ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کا مطالعہ کرکے، خود کو اس کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اللہ کریم ہمیں علم وعمل کی توفیق بخشے، آمین!

دُعا

اے اللہ! ہمیں فرائض وواجبات میں کوتاہی سے بچا، غیر شرعی رسم ورواج کو ترک کرنے کی توفیق مرحمت فرما، ہمیں دینِ اسلام کا وفادار بنائے رکھ، ہمیں سچا پکّا باعمل عاشقِ رسول بنا۔ ہماری صفوں میں اتحاد کی فضا پیدا فرما، ہمیں پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا پابند بنا، اس میں سستی و کاہلی سے بچا، ہر نیک کام میں اخلاص کی دولت عطا فرما، تمام فرائض وواجبات کی ادائیگی بحسن وخوبی انجام دینے کی بھی توفیق عطا فرما، بخل وکنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ہمیں ملک وقوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتحاد واتفاق اور محبت والفت کو مزید مضبوط فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بےکس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی وچھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو شفایاب کردے، ہماری حاجتیں پوری فرما!۔

اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر دے،

ہمارے اعمالِ حسَنہ قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، ہمارے کشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کواُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.